سلسلہ اشاعت نمبر 3 (اگست 2022)

رسالہ تعزیہ داری

مصنف:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بفیضانِ نظر:
مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد حسین قادری نوری رحمۃ اللہ علیہ
(بانی جامعہ غوثیہ رضویہ سکھر والے)

باہتمام: علامہ محمد یعقوب ترابی صاحب
بانی و پرنسپل خالد بن ولید انسٹیٹیوٹ (G-11 نیو کراچی)
ایم اے عربی، اسلامیات، بین الاقوامی تعلقات اور سیاسیات

ناشر: اعلیٰ حضرت پبلشر کراچی
0310-2999178

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ان احسن العزیۃ لقلوب المسلمین فیما ھجم من البدعات فی اعلام الدین ان الحمدللہ رب العٰلمین وافضل الصلوۃ واکمل السلام علی سید الشھداء بالحق یوم القیام وعلی اٰلہٖ وصحبہ الغرر الکرام اٰمین۔

سوال اوّل: 24 صفر 1308ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تعزیہ داری کا کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا

الجواب:

تعزیہ کی اصل اس قدر تھی کہ روضۂ پُرنور حضور شہزادہ گلگوں قبا حسین شہید ظلم و جفا صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علی جدہ الکریم وعلیہ کی صحیح نقل بنا کر بہ نیت تبرک مکان میں رکھنا اس میں شرعاً کوئی حرج نہ تھا کہ تصویر مکانات وغیرہ ہر غیر جاندار کی بنانا رکھنا سب جائز اور ایسی چیزیں کہ معظمان دین کی طرف منسوب ہو کر عظمت پیدا کریں ان کی تمثال بہ نیت تبرک پاس رکھنا قطعاً جائز جیسے صدہا سال سے طبقۃً فطبقۃً آئمہ دین وعلماء معتمدین نعلین شریفین حضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشے بنانے اور ان کے فوائد جلیلہ ومنافع جزیلہ پر مشتمل رسالے تصنیف فرمائے ہیں جسے اشتباہ ہو امام تلمسانی کی فتح المتعال وغیرہ مطالعہ کرے مگر جہال بے خرد نے اس اصل جائز کو بالکل نیست و نابود کر کے صدہا خرافات وہ تراشیں کہ شریعت مطہرہ سے الامان الامان کی صدائیں آئیں۔ اول تو نفس تعزیہ میں روضہ مبارک کی نقل ملحوظ نہ رہی ہر جگہ نئی تراش نئی گڑھت جسے اس نقل سے کچھ علاقہ نہ نسبت پھر کسی میں پریاں کسی میں براق کسی میں اور بیہودہ طمطراق پھر کوچہ بکوچہ و دشت بدشت اشاعت غم کے لئے ان کا گشت اور ان کے گرد سینہ زنی اور ماتم سازشی کی شور افگنی کوئی ان

تصویروں کو جھک جھک کر سلام کر رہا ہے کوئی مشغول طواف کوئی سجدے میں گرا ہے کوئی ان مایہ بدعات کو معاذ اللہ جلوہ گاہ حضرت امام علیٰ جدہ وعلیہ الصلاۃ والسلام سمجھ کر اس ابرک پنی سے مرادیں مانگتا منتیں مانتا ہے حاجت روا جانتا ہے پھر باقی تماشے باجے تاشے مردوں عورتوں کا راتوں کو میل اور طرح طرح کے بیہودہ کھیل ان سب پر طرّہ ہیں غرض عشرہ محرم الحرام کہ اگلی شریعتوں سے اس شریعت پاک تک نہایت بابرکت ومحل عبادت ٹھہرا ہوا تھا ان بیہودہ رسوم نے جاہلانہ وفاسقانہ میلوں کا زمانہ کر دیا پھر وبالِ ابتداع کا وہ جوش ہوا کہ خیرات کو بھی بطور خیرات نہ رکھا ریا وتفاخر علانیہ ہوتا ہے۔ پھر وہ بھی یہ نہیں کہ سیدھی طرح محتاجوں کو دیں بلکہ چھتوں پر بیٹھ کر پھینکیں گے۔

روٹیاں زمین پر گر رہی ہیں رزق الٰہی کی بے ادبی ہوتی ہے۔ پیسے ریتے میں گر کر غائب ہوتے ہیں۔ مال کی اضاعت ہو رہی ہے مگر نام تو ہو گیا کہ فلاں صاحب لنگر لٹا رہے ہیں اب بہار عشرہ کے پھول کھلے تاشے باجے بجتے چلے طرح طرح کے کھیلوں کی دھوم بازاری عورتوں کا ہر طرف ہجوم شہوانی میلوں کی پوری رسوم جشن یہ کچھ اور اس کے ساتھ خیال وہ کچھ کہ گویا یہ ساختہ تصویریں بعینہٖ حضرات شہدائے رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے جنازے ہیں کچھ نوچ اتار باقی توڑ تاڑ دفن کر دئے یہ ہر سال اضاعت مال کے جرم ووبال جدا گانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ صدقہ حضرات شہدائے کربلا علیہم الرضوان والثنا کا ہمارے بھائیوں کو نیکیوں کی توفیق بخشے اور بری باتوں سے توبہ عطا فرمائے۔ آمین۔ اب کہ تعزیہ داری اس طریقۂ نامرضیہ کا نام ہے قطعاً بدعت و ناجائز وحرام ہے ہاں اگر اہل اسلام جائز طور پر حضرات شہدائے کرام علیہم الرضوان کی ارواح طیبہ کو ایصال ثواب کی سعادت پر اقتصار کرتے تو کس قدر خوب ومحبوب تھا اور اگر نظر شوق ومحبت میں نقل روضۂ انور کی بھی حاجت تھی تو اسی قدر جائز پر قناعت کرتے کہ صحیح نقل بغرض تبرک وزیارت اپنے مکانوں میں رکھتے اور اشاعت غم وتصنع الم ونوحہ زنی وماتم کنی ودیگر امور شنیعہ وبدعات قطعیہ سے بچتے اسقدر میں بھی کوئی حرج نہ تھا مگر اب اس نقل میں بھی اہل بدعت سے ایک مشابہت اور تعزیہ داری کی تہمت کا خدشہ اور آئندہ اپنی اولاد یا

اہل اعتقاد کیلئے ابتلائے بدعات کا اندیشہ ہے اور حدیث میں آیا"

اتقوا مواضع التھم (تہمت کی جگہوں سے بچو) اور وارد ہوا۔ من کان یؤمن باللہ والیوم الاٰخر فلایقفن مواقف التھم ۔(جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ تہمت کی جگہ نہ کھڑا ہو) لہٰذا روضۂ اقدس حضور سید الشہداء کی ایسی تصویر بھی نہ بنائے بلکہ صرف کاغذ کے صحیح نقشے پر قناعت کرے اور اُسے بقصد تبرک بے آمیزش منہیات اپنے پاس رکھے جس طرح حرمین محترمین سے کعبۂ معظمہ اور روضۂ عالیہ کے نقشے آتے ہیں یا دلائل الخیرات شریف میں قبور پُرنور کے نقشے لکھے ہیں ۔

والسلام علی من اتبع الھدیٰ واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم ۔

سوال دوم: از امروہہ مرسلہ مولوی سید محمد شاہ صاحب میلاد خواں 22۔شعبان 1311ھ

کیا ارشاد ہے دین متین کا اس مسئلہ میں کہ مجالس میلاد شریف میں شہادت کا پڑھنا جائز ہے یا نہیں ۔ بینوا توجروا ۔

الجواب:

شہادت نامے نثر یا نظم جو آج کل عوام میں رائج ہیں اکثر روایاتِ باطلہ و بے سروپا سے مملو اور اکاذیب موضوعہ پر مشتمل ہیں ایسے بیان کا پڑھنا سننا وہ شہادت ہو خواہ کچھ اور مجلس میلاد مبارک میں ہو خواہ کہیں اور مطلقاً حرام و ناجائز ہے خصوصاً جبکہ وہ بیان ایسی خرافات کو متضمن ہو جن سے عوام کے عقائد میں تزلزل واقع ہو کہ پھر تو اور بھی زیادہ زہر قاتل ہے ایسے ہی وجوہ پر نظر فرما کر امام حجۃ السلام محمد محمد محمد غزالی قدس سرہٗ العالی وغیرہ آئمہ کرام نے حکم فرمایا کہ شہادت نامہ پڑھنا حرام ہے علامہ ابن حجر مکی قدس سرہٗ الملکی صواعق محرقہ میں فرماتے ہیں ۔

قال الغزالی وغیرہ یحرم علی الواعظ غیرہ روایۃ مقتل الحسین و حکایۃ الخ (امام غزالی وغیرہ نے فرمایا۔ واعظ وغیرہ پر مقتل حسین رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کرنا حرام ہے) پھر فرمایا ماذکر من حرمۃ روایۃ قتل الحسین وما بعدہ لاینا فی ماذکر تہ فی ھذا الکتاب لان ھذا البیان الحق الذی یجب اعتقادہ من جلالۃ الصحابۃ و براء تھم من کل نقص بخلاف ما یفعلہ الوعاظ الجھلۃ فانھم یاتون بالاخبار الکاذبۃ والموضوعۃ ونحوھا ولا یبینون المحامل والحق الذی یجب اعتقادہ الخ یونہیں جبکہ اس سے مقصود غم پروری و تصنع وحزن ہو تو یہ نیت بھی شرعاً نامحمود شرع مطہر نے غم میں صبر و تسلیم اور غم موجود کو حتی المقدور دل سے دور کرنے کا حکم دیا ہے نہ کہ غم معدوم بہ تکلف وزور لانا نہ کہ بہ تصنع وزور بنانا نہ کہ اسے باعث قربت وثواب ٹھہرانا یہ سبب بدعات شنیعہ وروافض ہیں جن سے سنی کو احتراز لازم حاشاللہ اس میں کوئی خوبی ہوتی تو حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات اقدس کی غم پروری سب سے زیادہ اہم وضروری ہوتی۔ دیکھو حضور اقدس صلوات تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلیٰ آلہ کا ماہ ولادت وماہ وفات وہی ماہ بارک ربیع الاول شریف ہے پھر علمائے امت وحامیان سنت نے اسے ماتم وفات نہ ٹھہرایا بلکہ موسم شادی ولادت اقدس بنایا امام ممدوح کتاب موصوف میں فرماتے ہیں۔

ایاہ ثم ایاہ ان یشغلہ (ای یوم عاشوراء) ببدع الرافضۃ ونحوھم من الندب والنیاحۃ والحزن اذلیس ذلک من اخلاق المؤمنین والا لکان یوم وفاتہ صلی اللہ تعالیٰ وسلم اولی بذلک واحری الخ۔ عوام مجلس خواں اگرچہ بالفرض صرف روایات صحیحہ بروجہ صحیح پڑھیں بھی تاہم جو ان کے حال سے آگاہ ہے خوب جانتا ہے کہ ذکر شہادت شریف پڑھنے سے ان کا مطلب یہی بہ تصنع رونا بہ تکلف رولانا اور اس رونے رولانے سے رنگ جمانا ہے اس کی شناعت میں کیا شبہ ہے ہاں اگر خاص بہ نیت ذکر شریف حضرات اہل بیت طہارت صلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدہم وعلیہم وبارک وسلم ان

کے فضائل جلیلہ ومناقب جمیلہ روایات صحیحہ سے بروجہ صحیح بیان کرتے اور اس کے ضمن میں ان کے فضل جلیل صبر جمیل کے اظہار کو ذکر شہادت بھی آجاتا اور غم پروری وماتم انگیزی کے انداز سے کامل احتراز ہوتا تو اس میں حرج نہ تھا مگر ہیہات ان کے اطوار ان کی عادات اس نیت خیر سے یکسر جدا ہیں ذکر فضائل شریف مقصود ہوتا تو کیا ان محبوبان خدا کی فضیلت صرف یہی شہادت تھی بے شمار مناقب عظیم اللہ عزوجل نے انہیں عطا فرمائے انہیں چھوڑ کر اسی کو اختیار کرنا اور اس میں طرح طرح سے بالفاظ رقت خیز ونوحہ نماو معانی حزن انگیز وغم افزا بیان کو وسعتیں دینا انہیں مقاصد فاسدہ کی خبریں دے رہا ہے غرض عوام کے لئے اس میں کوئی وجہ سالم نظر آنا سخت دشوار ہے پھر مجلس ملائک مانس میلاد اقدس تو عظیم شادی وخوشی وعید اکبر کی مجلس ہیں اذکار غم وماتم اس کے مناسب نہیں فقیر اس میں ذکر وفات والا بھی جیسا کہ بعض عوام میں رائج ہے پسند نہیں کرتا حالانکہ حضور کی حیات بھی ہمارے لئے خیر اور حضور کی وفات بھی ہمارے لئے خیر صلی اللہ علیہ وسلم اس تحریر کے بعد علامہ محدث سیدی محمد طاہر فتنی قدس سرہ الشریف کی تشریح نظر فقیر سے گزری کہ انہوں نے بھی اس رائے فقیر کی موافقت فرمائی۔ والحمد للہ رب العلمین۔

آخر کتاب مستطاب مجمع بحار الانوار میں فرماتے ہیں۔

شهر السرور والبهجة مظهر منبع الانوار والرحمة شهر ربيع الاول فانه شهر امرنا باظهار الحبور فيه كل عام فلا نكدره باسم الوفاة فانه يشبه تجديد الماتم وقد نصوا على كراهته كل عام في سيدنا الحسين مع انه ليس له اصل في امهات البلاد الاسلامية وقد تحاشوا عن اسمه في اعراس الاولياء فكيف به في سيد الاصفياء صلى الله عليه وسلم یعنی ماہ مبارک ربیع الاول خوشی وشادمانی کا مہینہ ہے اور سرچشمۂ انوار رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانۂ ظہور ہے ہمیں حکم ہے کہ ہر سال اس میں خوشی ظاہر کریں تو ہم اسے وفات کے نام سے مکدر نہ کریں گے کہ یہ تجدید ماتم کے مشابہ ہے اور بیشک علماء نے تصریح کی کہ ہر سال جو سیدنا امام حسین

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ماتم کیا جاتا ہے شرعاً مکروہ ہے اور خاص اسلامی شہروں میں اس کی کچھ بنیاد نہیں اولیائے کرام کے عرسوں میں نام ماتم سے احتراز کرتے ہیں تو حضور پر نور سید الاصفیا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معاملہ میں اسے کیونکر پسند کرسکتے ہیں۔

فالحمد للہ علیٰ ما الھم واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم۔

سوال سوم: از ریاست رامپور محلہ میاں گانان مرسلہ مولوی یحییٰ صاحب محرم 1321ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شہادت نامہ پڑھنا کیسا ہی اور اس میں اور تعزیہ داری میں فرق احکام کیاہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب:

ذکر شہادت شریف جبکہ روایات موضوعہ وکلمات ممنوعہ ونیت نامشروعہ سے خالی ہو عین سعادت ہے۔ عند ذکر الصلحین تنزل الرحمۃ اس کی تفصیل جمیل فتاوٰے فقیر میں ہے اور اس میں اور تعزیہ داری میں فرق احکام ایک مقدمہ کی تمہید چاہتا ہے فاقول و باللہ التوفیق شے کیلئے ایک حقیقت ہوتی ہے اور کچھ امور زوائد کہ لوازم یا عوارض ہوتے ہیں احکام شرعیہ سے پر بحسب وجود ہوتے ہیں مجرد اعتبار عقلی نا صالح وجود مطمع نظر احکام شرع نہیں ہوتا کہ فقہ افعال مکلفین سے باحث ہے جو فعلیت میں آ نہیں سکتا موضوع سے خارج ہے تغائر اعتبار سے تغائر احکام وہیں ہوسکتا ہے جہاں وہ اعتبارات واقعیہ مفارقہ متعاقبہ ہوں کہ شے کبھی ایک کے ساتھ پائی جائے کبھی دوسرے تو ہر دو انحائے وجود کے اعتبار سے مختلف حکم دیا جاسکتا ہے اور ایسی ہی جگہ متصور ہے کہ نفس شے کا حکم ان بعض احکام سے مع بعض الاعتبار سے جدا ہو مگر زوائد کہ لوازم الوجود ہوں ان کے حکم سے جدا کوئی حکم حقیقت کیلئے نہ ہوگا کہ لازم سے انفکاک محال ہے۔

جب لوازم میں یہ حال ہے۔ تو ارکانِ حقیقت کہ سلخ ماہیت میں داخل ہوں ان سے قطع نظر ناممکن پھر ماہیت عرفیہ میں رکنیت تابع عرف ہے اور بعض اہل اجزائے سلخ ماہیت تغیر اعتبار شئے نہیں بلکہ تغیر ماہیت عرفیہ ہے مثلاً نماز عرف شرع میں مجموع ارکان مخصوصہ بہیئات معلومہ کا نام ہے۔ اب اگر کوئی ان ارکان سے جدا بلکہ تبدیل ہیئات ہی کے ساتھ ایک صورت کا نام نماز رکھے جو قعود سے شروع اور قیام پر ختم ہو اور اس میں رکوع پر سجود مقدم تو یہ حقیقت نماز ہی کی تبدیل ہوگی نہ کہ حقیقت حاصل اور اعتبار متبدل جب یہ مقدمہ ممہد ہولیا فرق احکام ظاہر ہوگیا شہادت نامہ پڑھنے کی حقیقت عرفیہ صرف اس قدر کہ ذکر شہادت شریف حضرات ریحانین رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسلمانوں کے آگے پڑھا جائے معاذ اللہ روایات کا موضوع و باطل یا ذکر کا تنقیص شان صحابہ پر مشتمل ہونا ہرگز نہ داخل حقیقت ہے نہ لازم وجود ولہذا جو لوگ روایات صحیحہ معتبرہ نظیفہ مطہرہ مثل سر الشہادتین وغیرہ پڑھتے ہیں اسے بھی قطعاً شہادت ہی پڑھنا اور مجلس کو مجلس شہادت ہی کہتے ہیں تو معلوم ہوا کہ وہ امور نامشروعہ کہ عارض ہوگئے ہنوز عوارض ہی سمجھے جاتے ہیں اور عوارض قبیحہ سے نفس شے مباح یا حسن قبیح نہیں ہو جاتی بلکہ وہ اپنی حد ذات میں اپنے حکم اصلی پر رہتی اور نہی عوارض قبیحہ کی طرف متوجہ ہوتی ہے جیسے ریشمیں کپڑے پہن کر نماز پڑھنا کہ نفس ذات نماز کو معاذ اللہ نہ کہیں گے بلکہ ان عوارض وزوائد کو تو شہادت ناموں میں ان عوارض کا لحوق بعینہ ایسا ہے جیسے آج کل بعض جہالِ ہندوستان نے مجلس میلاد مبارک میں روایات موضوعہ وقصص بے سر و پا بلکہ کلمات توہین ملئکہ وانبیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء پڑھنا اختیار کیا ہے اس سے حقیقت متبدل نہ ہوتی نہ عوارض نے دائرہ عروض سے آگے قدم رکھا جو مجالس طیبہ طاہرہ ہوتی ہیں انہیں بھی قطعاً مجالس میلاد مبارک ہی کہا جاتا ہے۔ اور ہرگز کسی کو یہ گمان نہیں ہوتا کہ یہ کوئی دوسری شے ہے جو ان مجالس سے حقیقت جدا گانہ رکھتی ہے۔ بخلاف تعزیہ داری کہ اس کا آغاز اگرچہ یوں سنا گیا ہے کہ سلطان تیمور نے از انجا کہ ہر سال حاضری روضۂ مقدسہ حضور سید الشہداء شہزادہ گلگوں قبا علی جدہ الکریم وعلیہ الصلوٰۃ والثناء کو مخل امور سلطنت دیکھا بنظر شوق وتبرک تمثال روضۂ مبارک بنوائی اور اس قدر کوئی حرج

شرعی نہ تھا مگر یہ امر حقیقت متعارفہ سے وجوداً وعدماً بالکل بے علاقہ ہے اگر کوئی شخص روضہ انور مدینہ منورہ و کعبہ معظمہ کے نقشوں کی طرح کاغذ پر تمثال روضۂ حضرت سید الشہداء آئینے میں لگا کر رکھے ہرگز نہ اسے تعزیہ کہیں گے نہ اس شخص کو تعزیہ دار حالانکہ اتنا امر قطعاً موجود ہے اور یہ ہر سال نئی نئی تراش وخراش کی کھپچی پتیاں کسی میں براق کسی میں پریاں جو گلی کو چہ گشت کرائی جاتی ہیں ہرگز تمثال روضۂ مبارک حضرت سید الشہداء نہیں کہ تمثال ہوتی تو ایک طرح کی نہ کہ صدہا مختلف انہیں ضرور تعزیہ اوران کے مرتکب کو تعزیہ دار کہا جاتا ہے تو بداہتۂ ظاہر کہ حقیقتِ تعزیہ داری انہیں امور نامشروعہ کا نام ٹھہرا ہے نہ کہ نفس حقیقت عرفیہ وہی امر جائز ہو اور یہ نامشروعات امورزوائد وعوارض مفارقہ سمجھے جاتے ہوں ولہذا فقیر نے اپنے فتوے میں قدر مباح کو ذکر کر کے کہا کہ جہال بے خرد نے اس اصل جائز کو بالکل نیست ونابود کر کے الخ اور آخر میں کہا اب کہ تعزیہ داری اس طریقۂ نامرضیہ کا نام ہے قطعاً بدعت وناجائز وحرام ہے یہ اسی فرق جلیل ونفیس کی طرف اشارہ تھا جو اس مقدمہ ممہدہ میں گزرا بالجملہ شہادت نامہ کی حقیقت ہنوز وہی امر مباح ومحمود ہے اور شنائع زاوئد وعوارض اگر ان سے خالی اور نیت نامحمود سے پاک ہو ضرور مباح ہے اور تعزیہ داری کی حقیقت ہی یہ امور ناجائزہ ہیں اس قدر جائز سے جسے کوئی تعلق نہ رہا نہ اس کے وجود سے موجود ہوتی ہے، اس کے عدم سے معدوم تو یہ فی نفسہ ناجائز وحرام ہے اس کی نظیر امم سابقہ میں آغاز اصنام ہے۔ ود وسواع ویغوث ویعوق و نسر صالحین تھے ان کے انتقال پر ان کی یاد کیلئے ان کی صورتیں تراشیں بعد مرور زمان پچھلی نسلوں نے انہیں کو معبود سمجھ لیا تو کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ان بتوں کی حالت اپنی انہیں ابتدائی حقیقت پر باقی تھی یہ شنائع زوائد وعوارض خارجہ تھے ولہذا شرائع الٰہیہ مطلقاً ان کے رد وانکار پر نازل ہوئیں بخاری وغیرہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کانوا اسماء رجال صالحین من قوم نوح فلما هلكوا اوحى الشيطان الى قومهم ان انصبوا الى مجالسهم التي كانوا يجلسون انصابا وسموها باسمائهم ففعلوا فلم تعبد حتى اذا هلك اولئك و نسخ العلم

عبادت۔

فاکہی عبید اللہ بن عبید بن عمیر سے راوی

قال اول ماحدثت الاصنام علی عهد نوح وکانت الابناء تبرا الآباء فمات رجل منهم فجزع علیه ابنه فجعل لا یصبر عنه فاتخذ مثالا علی صورته فکلما اشتاق الیه نظره ثم مات ففعل به کما فعل ثم تتابعوا علی ذالك فمات الآباء فقال الابناء مااتخذ هذه اباؤنا الا انها کانت الهتهم فعبدوها۔ یہ فرق نفیس خوب یاد رکھنے کا ہے کہ اسی سے غفلت کر کے وہابیہ اصل حقیقت پر حکم عوارض لگاتے اور تعزیہ دار تبدیل حقیقت کو اختلاف عوارض ٹھہراتے اور دونوں سخت خطائے فاحش میں پڑ جاتے ہیں۔ وباللہ العصمة واللہ سبحنه وتعالیٰ اعلم۔

سوال چہارم: مسئلہ از دہام پور ضلع بجنور مرسلہ حافظ سید بنیاد علی صاحب 18 محرم الحرام 1313ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ میں کہ یوم عشرہ میں سبیل لگانا اور کھانا کھلانے اور لنگر لٹانے کے بارے میں دیوبند کے علما ممانعت کرتے ہیں و نیز کتب شہادت کو بھی جو امر صحیح ہو عندالشرع ارقام فرمائیے اور مجلس محرم میں ذکر شہادت اور مرثیہ سننا کیسا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب:

پانی یا شربت کی سبیل لگانا جبکہ بہ نیت محمود اور خالصاً لوجہ اللہ ثواب رسانی ارواح طیبہ ائمہ اطہار مقصود ہو بلاشبہ بہتر و مستحب و کار ثواب ہے حدیث میں ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اذا کثرت ذنوبك فاسق الماء علی الماء تتناثر الذنوب کما یتناثر الورق من الشجر فی الریح العاصف۔ جب تیرے گناہ زیادہ ہوجائیں تو پانی پر پانی پلا گناہ جھڑ جائیں گے جیسے سخت آندھی میں پیڑ کے پتے رواہ الخطیب عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اسی طرح کھانا کھلانا لنگر باٹنا بھی مندوب و باعث اجر ہے۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ان اللہ عزوجل یباھی ملئکتہ بالذین یطمون الطعام من عبیدہ۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے جولوگوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔ فرشتوں کے ساتھ مباہات فرماتا ہے کہ دیکھو یہ کیسا اچھا کام کررہے ہیں۔ رواہ ابو الشیخ فی الثواب عن الحسن مرسلا۔ مگر لنگر لٹانا جسے کہتے ہیں کہ لوگ چھتوں پر بیٹھ کر روٹیاں پھینکتے ہیں کچھ ہاتھوں میں جاتی ہیں کچھ زمین پر گرتی ہیں کچھ پاؤں کے نیچے آتی ہیں یہ منع ہے کہ اس میں رزق الٰہی کی بے تعظیمی ہے۔ بہت علماء نے تو روپیوں پیسوں کا لٹانا جس طرح دولہن دولہا کی نچھاور میں معمول ہے منع فرمایا کہ روپے پیسے کو اللہ عزوجل نے خلق کی حاجت روائی کے لئے بنایا ہے تو اسے پھینکنا نہ چاہیئے۔ پھر روٹی کا پھینکنا تو سخت بیہودہ ہے۔ بزازیہ کتاب الکراہیۃ النوع الرابع فی الھدیۃ والمیراث میں ہے۔ ھل یباح نثر الدراھم قیل لا وقیل لا باس بہ وعلی ھذا الدنانیر والفلوس وقد یستدل من کرہ بقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الدراھم والدنانیر خاتمان من خواتم اللہ تعالیٰ فمن ذھب بخاتم من خواتم اللہ تعالیٰ قضیت حاجتہ۔

کتب شہادت جو آج کل رائج ہیں اکثر حکایات موضوعہ وروایات باطلہ پر مشتمل ہیں یونہیں مرثیے ایسی چیزوں کا پڑھنا سننا گناہ وحرام ہے حدیث میں ہے نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن المراثی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرثیوں سے منع فرمایا۔ رواہ ابو داود والحاکم عن عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ایسے ہی ذکر شہادت کو امام حجۃ الاسلام وغیرہ علمائے

کرام منع فرماتے ہیں کماذ کرہ امام ابن حجر المکی فی الصواعق المحرقہ ہاں اگر صحیح روایات بیان کی جائیں اور کوئی کلمہ کسی نبی یا ملک یا اہل بیت یا صحابی کی توہین شان کا مبالغہ مدح وغیرہ میں مذکور نہ ہو وہاں بین یا نوحہ یا سینہ کوبی یا گریبان دری یا ماتم یا تصنع یا تجدید غم وغیرہ ممنوعات شرعیہ نہ ہوں تو ذکر شریف فضائل و مناقب حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بلا شبہ موجب ثواب و نزول رحمت ہے عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ ولہذا امام ابن حجر مکی بعد بیان مذکور کے فرماتے ہیں۔ ماذکر من حرمۃ روایۃ قتل الحسین وما بعدہ لاینافی ماذکرتہ فی ھذا الکتاب لان ھذا البیان الحق الذی یجب اعتقادہ من جلالۃ الصحابۃ وبراءتھم من کل نقص بخلاف ما یفعلہ الوعاظ والجھلۃ فانھم یاتون بالاخبار الکاذبۃ الموضوعۃ ونحوھا ولا یبینون المحامل والحق الذی یجب اعتقادہ واللہ سبحٰنہ و تعالیٰ اعلم۔

سوال پنجم: از مفتی گنج ضلع پٹنہ ڈاکخانہ ایکنگر سرائے مرسلہ محمد نواب صاحب قادری و دیگر سکان مفتی گنج 27 رمضان شریف 1318ھ

یہاں عشرہ محرم میں مجلس مرثیہ خوانی کی ہوتی ہے اور مرثیہ صوفیہ کرام کے پڑھے جاتے ہیں اور سینہ کوبی و بین نہیں ہوتا اور میر مجلس سنی المذہب ہے ایسی مجلس میں شرکت یا اس میں مرثیہ خوانی کا کیا حکم ہے۔ بینو! توجروا۔

الجواب:

جو مجلس ذکر شریف حضرت سیدنا امام حسین و اہلبیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی ہو جس میں روایات صحیح

معتبرہ سے ان کے فضائل و مقامات و مدارج بیان کئے جائیں اور ماتم و تجدید غم وغیرہ امور مخالفۂ شرع یکسر پاک ہو فی نفسہ حسن و محمود ہے خواہ اس میں نثر پڑھیں یا نظم اگر چہ وہ نظم بوجہ ایک مسدس ہوتے کے جس میں ذکر حضرت سید الشہدا ہے عرف حال میں بنام مرثیہ موسوم ہو کہ اب یہ وہ مرثیہ نہیں جس کی نسبت ہے۔ نہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن المراثی واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم۔

سوال ششم: ازنواب گنج 20 محرم 1321ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ان صورتوں میں (1) ایک شخص کہتا ہے کہ میں تعزیہ کا چڑھا ہوا نہیں کھاتا ہوں، حضرت امام حسین کی نیاز کا کھاتا ہوں۔ (2) ایک شخص کہتا ہے تعزیہ پر کیا منحصر ہے چڑھونا کوئی ہو میں نہیں کھاتا ہوں نیاز کھاتا ہوں۔ (3) ایک شخص کہتا ہے کہ عشرہ محرم الحرام میں جو کچھ کھانے پینے وغیرہ میں ہوتا ہے دس روز تک تعزیہ کا چڑھا ہوتا ہے۔ (4) ایک شخص کہتا ہے تعزیہ بت ہے بسبب لگانے صورت کے۔ (5) ایک شخص کہتا ہے کہ یہ صورت وہ ہے جو براق اور حور جنت میں ہیں (6) ایک شخص کہتا ہے کہ تعزیہ اور مسجد میں کچھ فرق نہیں بلکہ کہتا ہے کہ مسجد میں کیا ہے وہ اینٹ گارا ہی تو ہے جو وہاں سجدہ کرتے ہو اور تعزیہ میں ابرق کاغذ وغیرہ ہیں۔ (7) ایک شخص نے کہا کہ بھائی یہ باتیں شرعی کی ہیں۔ لکھ کر شرع کے سپرد کرو آپس میں جھگڑا مت کرو۔ (8) ایک شخص کہتا ہے کہ تم شرع نہیں سمجھتے۔ (9) ایک شخص نے کہا جس حالت میں تم شرع کو نہیں سمجھتے ہو تو میں تعزیہ کے چڑھونے کو حرام سمجھتا ہوں۔

الجواب:

(1) پہلا شخص اچھی بات کہتا ہے واقعی حضرت امام کے نام کی نیاز کھانی چاہیے اور تعزیہ کا چڑھا ہوا کھانا نہ چاہیئے اگر اس کے قول کا یہ مطلب ہے کہ وہ تعزیہ کا چڑھا ہو اس نیت سے نہیں کھاتا کہ وہ تعزیز کا چڑھاوا ہے بلکہ اس نیت سے کھاتا ہے کہ وہ امام کی نیاز ہے تو یہ قول غلط اور بیہودہ ہے تعزیہ پر چڑھانے سے حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز نہیں ہوجاتی اور اگر نیاز دیگر چڑھائیں یا چڑھا کر نیاز دلائیں تو اس کے کھانے سے احتراز چاہئے اور وہ نیت کا تفرقہ اس کے مفسدہ کو دفع نہ کرے گا مفسدہ اس میں یہ ہے کہ اس کے کھانے سے جاہلوں کی نظر میں ایک امر ناجائز کی وقعت بڑھانی یا کم از کم اپنے آپ کو اس کے اعتقاد سے متہم کرنا ہے اور دونوں باتیں شنیع ومذموم ہیں لہٰذا اس کے کھانے پینے سے احتراز چاہیئے واللہ تعالیٰ اعلم (2) دوسرے شخص کی بات میں ذرا زیادتی ہے اولیاء کرام کے مزارات پر جو شیرینی کھانا لوگ بہ نیت تصدق لیجاتے ہیں اسے بھی بعض چڑھونا کہتے ہیں اس کے کھانے میں فقیر کو اصلاً حرج نہیں۔ (3) تیسرے شخص نے نیاز اور تعزیہ کے چڑھاوے میں فرق نہ کیا یہ غلط ہے چڑھونا وہی ہے جو تعزیہ پر یا اس کے پاس لیجا کر سب کے سامنے نذر تعزیہ کی نیت سے رکھا جاوے باقی سب کھانے شربت وغیرہ کہ عشرہ محرم میں بہ نیت ایصال ثواب ہوں وہ چڑھونا نہیں ہوسکتے۔(4) مجسم تصویر کو بت کہتے ہیں اس معنی پر وہ تصویریں کہ تعزیہ میں لگائی جاتی ہیں بت ہیں اور مجازاً کل کو بھی کہہ سکتے ہیں اور اگر بت سے مراد معبود مطلق ہو تو یہ سخت زیادتی ہے انصاف یہ کہ کوئی جاہل سا جاہل بھی تعزیہ کو معبود نہیں جانتا۔(5) اس شخص کا یہ محض افترا ہے کہاں حور و براق اور کہاں یہ کاغذ پنی کی مورتیں جس سے کہیں زیادہ خوبصورت کنگروں کے یہاں روز بنتی ہیں اور اگر ہو بھی تو حور و براق کی تصویریں کب حلال ہیں۔(6) یہ شخص صریح گمراہ و بدعقل و بدزبان ہے۔مسجد کو کوئی سجدہ نہیں کرتا نہ اس کی حقیقت اینٹ گارا ہے بلکہ وہ زمین کہ نماز وعبادت الٰہی بجالانے کیلئے تمام حقوق عباد سے جدا کر کے اللہ عزوجل کے حکم سے اسکی طرف تقرب کے واسطے خاص ملک الٰہی پر چھوڑی گئی اب وہ شعائر اللہ سے ہوگی اور شعائر اللہ کی تعظیم کا حکم ہے۔قال اللہ تعالیٰ ومن یعظم

شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب اس مجموعہ بدعات کو اس سے کیا نسبت مگر جہل مرکب سخت مرض ہے والعیاذ باللہ (7) اس شخص نے اچھا کیا مسلمانوں کو یہی حکم ہے کہ جو بات نہ جانے خود اس پر کوئی حکم نہ لگائے بلکہ اہل شرع سے دریافت کرے۔ قال اللہ تعالیٰ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون۔ (8) اس کے قول کا اگر یہی مطلب ہے کہ تم لوگ بے علم ہو آپس میں بحث نہ کرو اہلِ شرع سے پوچھو تو اچھا کیا اور اگر یہ مراد ہے کہ تعزیہ شرعاً اچھی چیز ہے تم شرع نہیں سمجھتے تو یہ بہت برا کہا اور شرع پر افترا کیا اور اگر یہ مقصود ہو کہ شرع تو مذمت صاف ظاہر ہے مگر تم لوگ نہیں سمجھتے تو یہ بھی اچھا کہا۔ (9) اس کا قول حد سے گزرا ہوا ہے تعزیہ کا چڑھاوا کھانا ان وجوہ سے جو ہم نے ذکر کیں مکروہ و ناپسند ضرور ہے مگر حرام کہنا غلط ہے فتاوے علمگیریہ میں ہے اس بکری کو جو ہندو نے اپنے بت کے نام پر مسلمان سے ذبح کرایا اور مسلمان نے اللہ عزوجل کی تکبیر کہہ کر ذبح کردی تصریح فرمائی کہ حلال ہے۔ ویکرہ للمسلم مسلمان کیلئے مکروہ ہے جب وہاں صرف کراہت کا حکم ہے تو یہاں تحریم کیونکر و اللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ہفتم: مسئلہ از اترولی ضلع علی گڑھ محلہ مغلان مرسلہ اکرام عظیم صاحب 18 جمادی الاولیٰ 1321ھ

مجلس مرثیہ خوانی اہل شیعہ میں اہل سنت و جماعت کو شریک و شامل ہونا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب:

حرام ہے حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں من کثر سواد قوم فھو منھم وہ بدزبان نا

پاک لوگ اکثر تبرا بک جاتے ہیں اس طرح کہ جاہل سننے والوں کو خبر بھی نہیں ہوتی اور متواتر سنا گیا ہے کہ سنیوں کو جو شربت دیتے ہیں اس میں نجاست ملاتے ہیں اور کچھ نہ ہو تو اپنے یہاں کی قلتین کا پانی ملاتے ہیں اور کچھ نہ ہو تو وہ روایات موضوعہ وکلمات شنیعہ و ماتم حرام سے خالی نہیں ہوتی اور یہ دیکھیں سنیں گے اور منع نہ کرسکیں گے ایسی جگہ جانا حرام ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ہشتم:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ تعزیہ بنانا اور اس پر نذر و نیاز کرنا عرائض بامید حاجت براری لٹکانا اور بہ نیت بدعت حسنہ اس کو داخل حسنات جاننا اور موافق شریعت ان امور کو اور جو کچھ اس سے پیدا اور یا متعلق ہوں کتنا گناہ ہے اور زید اگر ان باتوں کو جو فی زمانا متعلق تعزیہ داری والم داری کے ہیں موافق مذہب اہلسنت کے تصور کرے تو وہ کس قسم کے گناہ کا مرتکب ہوا اور اس پر شرع کی تعزیر کیا لازم آتی ہے اور ان امور کے ارتکاب سے وہ شرک خفی یا جلی میں مبتلا ہے یا نہیں اور اس کی زوجہ اس کے نکاح سے باہر ہوئی یا نہیں درصورت کہ وہ امور متذکرہ بالا کو داخل عقیدت اہلسنت والجماعت بنظر ثواب عمل میں لاتا ہو۔ بینوا توجروا۔

الجواب:

افعال مذکورہ جس طرح عوام زمانہ میں رائج ہیں بدعت سیئہ وممنوع و ناجائز ہیں انہیں داخل ثواب جاننا اور موافق شریعت ومطابق مذہب اہل سنت ماننا اس سے سخت تر و خطائے عقیدہ وجہل اشد ہے شرعی تعزیر حاکم شرع سلطان کی رائے پر مفوض ہے یا انیہمہ وہ شرک وکفر ہرگز نہیں نہ اس بنا پر عورت نکاح سے باہر ہو

عرائض بامید حاجت براری لٹکانا محض بہ نیت توسل ہے جو اس کا جہل ہے کہ امور ممنوعہ لائق توسل نہیں ہوتے باقی حاجت روا بالذات کوئی کلمہ گو حضرت امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی نہیں جانتا کہ معاذ اللہ تعالیٰ شرک ہو یہ وہابیہ کا جہل وضلال ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ: مرسلہ مولانا ظفر الدین صاحب 26 محرم الحرام 1330ھ

ملفوظات حضرت سیدنا عبد الرزاق بانسوی قدس سرہ میں یہ حکایتیں ہیں یا نہیں (1) محرم کی دس تھی کہ حضرت مولانا مدوح ایک تعزیہ کے ساتھ ہو لئے جو جلاہوں کا تھا اور مصنوعی کربلا میں دفن ہونے کیلئے لوگ لے جاتے تھے آپ کی وجہ سے اور خدام و مریدین بھی ساتھ ہو لئے کربلا تک ساتھ ساتھ رہے بلکہ دیر تک قیام فرمایا کچھ دنوں بعد خاص مریدین نے پوچھا تو فرمایا کہ مجھے تعزیوں سے کچھ مطلب نہیں ہم تو امام عالی مقام کو دیکھ کر ساتھ ہوئے تھے کہ ان کے ساتھ اولیائے کرام کا مجمع تھا۔

(2) انہیں بزرگ کا قصہ ہے کہ ایک دن عاشورہ کو مسجد میں بیٹھے وضو کر رہے تھے ٹوپی مبارک فصیل پر رکھی تھی کہ یکایک اسی طرح سر برہنہ نیچے تشریف لے آئے اور ایک تعزیہ کے ساتھ ہو لئے اس دفعہ لوگوں نے دریافت کیا تو فرمایا کہ حضرت سیدۃ النسا تشریف فرما تھیں دونوں روایتیں کہاں تک صحیح ہیں۔

الجواب:

دونوں حکایتیں محض غلط و بے اصل ہیں تعزیہ داروں کو نہ کوئی دلیل شرعی ملتی ہے نہ کسی معتمد کا قول مجبورانہ حکایات بناتے ہیں اسی ساخت کی حکایت کوئی شاہ عبد العزیز صاحب سے نقل کرتا ہے۔کوئی مونیا شاہ عبد المجید صاحب سے کوئی حضرت مولانا فضل رسول صاحب سے کوئی مولوی فضل الرحمٰن صاحب سے کوئی میرے حضرت جد امجد سے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اور سب باطل و مصنوع ہیں میں تو ابھی زندہ ہوں میرے نسبت کہدیا

کہ ہم نے اسے تعزیہ شاید علم بتائے کہ ان کے ساتھ جاتے دیکھا اور اس حکایت کا کذب تو خود اسی سے روشن کہ فرمایا مجھے تعزیوں سے کچھ مطلب نہیں ہم تو امام عالی مقام کو دیکھ کر ساتھ ہوئے تھے کہ ان کے ساتھ اولیائے کرام کا مجمع تھا سبحٰن اللہ جب تعزیے ایسے معظم و مقبول و محبوب بارگاہ میں کہ خود حضور پرنور امام انام علی جدہ الکریم ثم علیہ الصلوۃ والسلام بنفس نفیس ان کی مشایعت فرماتے ہیں ان کے ساتھ چلتے ہیں تو ان سے کچھ مطلب نہ ہونا اللہ عزوجل کے محبوب و معظم سے مطلب نہ ہونا ہے جو ولی تو ولی کسی مسلمان کی شان نہیں پھر آگے تتمہ کلام ملاحظہ ہو کہ ان کے ساتھ اولیائے کرام کا مجمع تھا یہ کاف بیانیہ تو ہو نہیں سکتا ضرور تعلیلیہ ہے یعنی حضرت امام کے ساتھ ہونے پر بھی کچھ توجہ نہ ہوتی مگر کیا کیجئے ان کے ساتھ مجمع اولیاء تھا لہٰذا مجبوراً شامل ہونا پڑا عیب بھی کرنے کو ہنر چاہیئے ہاں خوب یاد آیا 3 جمادی الآخرہ 27ھ کو تلہر سے ایک سوال آیا تھا کہ تو نے تعزیہ داری کو جائز کر دیا ہے اس خبر کی کیا حقیقت ہے ایک رافضی بڑے فخر سے اس روایت کو نقل کرتا ہے ایضًا میرا اور دیگر چند علمائے بریلی کا فتوی طیار ہوا ہے کہ آیت تطہیر کے تحت میں ازواج مطہرات داخل نہیں اس فتوی کی نقل اس رافضی کے پاس دیکھنے میں آئی ہے فقط اب فرمائیے اس سے بڑھ کر اور کیسا ثبوت درکار جب زندوں کے ساتھ یہ برتاؤ ہے تو احیائے عالم برزخ کی نسبت جو ہو کم ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ دہم نصف آخر ص 37)

مسئلہ: از بدایوں محلہ جالندھری مسئولہ محمد ادریس خاں صاحب 28 محرم الحرام 1331ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بنا بر شوکت و دبدبہ اسلام تعزیہ بنانا اور نکالنا وعلم و بیرق اور مہندی وغیرہ نکالنا جائز ہے یا نہیں نیز تعزیہ کو حاجت روا سمجھنا یا کہنا کہ تعزیہ ہماری منت کا ہے اگر بند کریں نہ بناویں تو ہمارا نقصان اولاد و مال ہوگا کیسا ہے تعزیہ دار یا تعزیہ پرست ہے کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانا درست ہے یا نہیں۔

الجواب:

علم تعزیہ بیرق مہندی جس طرح رائج ہے بدعت ہیں اور بدعت سے شوکت اسلام نہیں ہوتی تعزیہ کو حاجت روا یعنی ذریعہ حاجت روا سمجھنا جہالت پر جہالت ہے اور اسے منت جاننا اور حماقت اور نہ کرنے کو باعث نقصان خیال کرنا زنانہ وہم ہے مسلمان کو ایسی حرکات وخیال سے باز آنا چاہیئے بایں ہمہ تعزیہ دار مسلمان ہے اور اس کے ہاتھ کا ذبیحہ ضرور حلال ہے کوئی جاہل سا جاہل مسلمان بھی تعزیہ کو معبود نہیں جانتا تعزیہ پرست کا لفظ وہابیہ مسلمان شرک پرست کی زبانی ہے جس طرح تعظیم وتکریم مزارات طیبہ پر مسلمانوں کو قبر پرست کا لقب دیتے ہیں یہ سب ان کا جہل وظلم ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاوی دہم نصف آخر ص 45)

مسئلہ: از سیتاپور محلہ قضیارہ مکان قاضی سید محمد رضا صاحب 7 ربیع الآخر 1331ھ

کیا فرماتے علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تعزیہ بنانا کیسا ہے اور اس پر شیرینی وغیرہ چڑھانا کیسا ہے اور بنانے والے تعظیم کرنے والے کا عند الشرع کیا حکم ہے جو شخص تعزیہ کہ ناجوازی کا قائل ہے اس کو کافر یا مرتد کہنا اور کافر سمجھ کہ اس کے پیچھے نماز نہ پڑھنا کیسا ہے اور تعزیہ داری میں غلو کرنے والے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب:

تعزیہ رائجہ ناجائز و بدعت ہے اور اسکا بنانا گناہ ومعصیت اور اس پر شیرینی وغیرہ چڑھانا محض جہالت ہے اور اس کی تعظیم بدعت جہالت اور تعزیہ کو ناجائز کہے صرف اس بنا پر اسے کافر یا مرتد کہنا اشد عظیم گناہ کبیرہ ہے کہنے والے کو تجدید اسلام ونکاح چاہیئے یوہیں اس وجہ سے اس کے پیچھے نماز پڑھنا مردود و باطل ہے البتہ اگر کسی وہابی کو کافر مرتد کہا تو مضائقہ نہیں اور وہابی کے پیچھے نماز بیشک ناجائز ہے تو تعزیہ داری میں غلو رکھے

یا اس سے معروف ہو اگرچہ غلو نہ رکھے اسکے پیچھے بھی نماز نہ پڑھنا چاہیے مگر پڑھیں تو ہو جائے گی ہاں اس امام بنانا منع ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ دہم نصف آخر ص 63)

مسئلہ: مسئولہ سید مقبول عیسیٰ میاں صاحب بریلی نومحلہ 7 صفر المظفر 1335ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین بیچ اس امر کے اول یہ کہ اہل سنت و جماعت کو عشرہ محرم الحرام میں رنج وغم کرنا جائز ہے یا نہیں دوسرے یہ کہ عشرہ محرم الحرام میں شکار کھیلنا مسلمانوں کو درست ہے یا نہ درست تیسرے یہ کہ تعزیہ بنانا بدعت سیئہ ہے یا شرک وگناہ کبیرہ۔ **بینوا توجروا۔**

الجواب:

اہلسنت و جماعت کا مدار ایمان حضور اقدس سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے جب تک اپنے ماں باپ اولاد تمام جہاں سے زیادہ حضور کی محبت نہ رکھے مسلمان نہیں خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ”لایؤمن احد کم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین“ تم میں کوئی مسلمان نہیں ہوتا جب تک میں اسکے ماں باپ اور اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہوں اور محب کو محبوب کی ہر شے عزیز ہوتی ہے یہاں تک کہ اس کی گلی کا کتا بھی حضرت مولانا قدس سرہ نے مثنوی شریف میں حضرت مجنون رحمتہ اللہ تعالیٰ کی حکایات تحریر فرمائی کہ کسی نے ان کو دیکھا کمال محبت کے طور پر ایک کتے کے بوسے لے رہے ہیں اعتراض کیا کہ کتا نجس ہے چنیں ہے چناں ہے فرمایا تو نہیں جانتا ہے کہ طلسم بستہ مولی ست ایں پاسبان کوچہ لیلیٰ ست ایں یہ کتا لیلیٰ کی گلی کا ہے محبان صادق کا جب دنیا کے محبوبوں کے ساتھ یہ حال ہے جن میں ایک حسن فانی کا کمال سہی ہزاروں عیب ونقص بھی ہوتے ہیں تو کیا کہنا ہے ہمارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا جنہیں تمام اوصاف حمیدہ میں اعلیٰ کمال اور جن کا ہر کمال ابدی اور لازوال

اور جو ہر عیب ونقص سے منزہ و بے مثال ان کا ہر علاقہ والاسنی کے سر کا تاج ہے صحابہ ہوں خواہ ازواج خواہ اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پھر کیا کہنا ان کا جو حضور کے جگر پارے اور عرش کی آنکھ کے تارے ہیں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔" حسین منی وانا من حسین احب اللہ من احب حسینا حسین سبط من الاسباط "۔حسین میرا اور میں حسین کا اللہ دوست رکھے اسے جو حسین کو دوست رکھے حسین ایک نسل ثبوت کی اصل ہے یہ حدیث کس قدر محبت کے رنگ میں ڈوبی ہوئی ہے ایک بار نام لیکر تین بار ضمیر کافی تھی مگر نہیں ہر بار لذت محبت کیلئے نام ہی کا اعادہ فرمایا۔" کما قالوا فی قول القائل تاللہ یاظبیات القاع قلن لنا۔ البُلای منکن ام لیلی من البشر کونسا سنی ہوگا جسے واقعہ کربلا کا غم نہیں یا اس کی یاد سے اس کا دل محزون اور آنکھ پرنم نہیں ہاں مصائب میں ہم کو صبر کا حکم فرمایا ہے جزع فزع کو شریعت منع فرماتی ہے اور جسے واقعی دل میں غم نہ ہوا اسے جھوٹا اظہار غم ریا ہے اور قصداً غم آوری وغم پروری خلاف رضا ہے جسے اس کا غم نہ ہوا سے بے غم نہ رہنا چاہیئے بلکہ اسے غم نہ ہونے کا غم چاہیئے کہ اس کی محبت ناقص اور جس کی محبت ناقص اس کا ایمان ناقص واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاوی رضویہ وہم نصف آخرص 138)

(2) جسے کھانے یا دوا کیلئے کسی جانور کی حاجت ہے وہ اگر بقدر حاجت دو ایک جانور مار لائے تو یہ کسی کھیل یا تفریح کا فعل نہ ہوگا۔ آیۃ کریمہ" واذا حللتم فاصطادو۔" اسی کا ذکر ہے مگر بے حاجت مذکورہ تفریح طبع کیلئے جو شکار کیا جاتا ہے وہ خود ناجائز ہے کہ ایک لہو ولعب ہے لوگ خود اسے شکار کھیلنا کہتے ہیں اور کھیل کیلئے بے زبانوں کی جان ہلاک ظلم و بے دردی ہے اشباہ والنظائر میں ہے۔" الصید مباح الا للتلھی "اسی طرح وجیز کردری وتنویر الابصار وغیرہ میں ہے تو کھیل اور عشرہ محرم انا للہ وانا الیہ راجعون و حسبنا اللہ ونعم الوکیل واللہ تعالیٰ اعلم۔(3) تعزیہ بنانا شرک نہیں یہ وہابیہ کا خیال ہے ہاں بدعت وگناہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاوی رضویہ جلد نصف آخرص 138)

مسئلہ: از جاورہ مرسلہ مصاحب علی صاحب امام مسجد چھیپاں 27 صفر 1338ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو شخص تعزیہ ثواب و عبادت جان کر خود بنائے یا اور لوگوں کو بنانے کی ترغیب دے اور تعزیہ دیکھ کر تعظیماً کھڑا ہو جائے اور اس پر فاتحہ پڑھے اور تعزیہ کے ساتھ ننگے پیر تعظیماً چلے اور مرثیہ بھی پڑھوا تا جائے شاہ مولانا عبدالعزیز صاحب علیہ الرحمہ نے اپنے فتاوی کی جلد اول میں لکھا ہے کہ بدعت کو عبادت سمجھ کر کرے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے اور اس پر ابن ماجہ کی ایک حدیث دلیل لائے ہیں اس کا مضمون یہ ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدعتی اسلام سے ایسا صاف نکل جاتا ہے جیسے گوندھے ہوئے آٹے سے بال صاف تو شاہ صاحب کے قول خارج اسلام کے کیا مطلب ہے ایسا شخص کافر مرتد ہے یا گمراہ ورافضی ہے۔ بہر نوع ایسے شخص کا ذبح کیا ہوا جانور حرام یا حلال ایسے شخص کی نماز جنازہ درست ہے یا نہیں جو لوگ ایسے تعزیے پرست کے مرید ہوں ان کا کیا حکم ہے ایسے تعزیے پرست اور بت پرست میں کیا فرق ہے ایسے تعزیہ پرست پر لعنت آئی ہے یا نہیں کیا بزرگان چشت سے کسی بزرگ نے تعزیہ بنایا بنوایا تعظیم دی ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب:

تعزیہ ضرور ناجائز و بدعت ہے مگر حاشا کفر نہیں کہ نماز جنازہ ناجائز یا ذبیحہ مردار یا بت پرستوں میں شمار ہو افراط وتفریط دونوں مذموم ہیں یہ حدیث ابن ماجہ قطع نظر اس سے کہ شدید الضعف ہے اپنے امثال کی طرح اسلام کامل سے مؤول یا بدعت مکفرہ پر محمول ورنہ ہر بدعت سئیہ کفر ہو جبکہ اس کا صاحب استحسان کرلے اور یہی غالب ہے اور بدعت عقیدہ تو مطلقا کفر ہو جانا لازم کہ اس کی تعریف ہی یہ ہے کہ ما احدث علی خلاف الحق عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و جعل دینا قویما وصراطا مستقیما کما فی البحر الرائق۔" حالانکہ باجماع امت بعض بدمذھبیان کفر نہیں فتاوی خلاصہ فتح

القدیر و رعالمگیر یہ وغیرہا میں ہے۔" الروافض ان فضل علیا علی غیرہ فھو مبتدع وان انکر خلافۃ الصدیق فھو کافر خلاصہ وغیرہ میں ہے۔" اذا قال ان للہ یدا اور جلا کما للعبد فھو کافر وان قال جسم لا کا جسام فھو مبتدع۔" نیز اسی میں ہے۔ وجملۃ ان من کان اھل قبلتنا ولم یغل فی ھواہٗ حتی لم یحکم بکونہ کافرا یجوز الصلوۃ خلفہ ویکرہ۔" ہزار ہا مسائل متواترہ اسی تفصیل پر دال ہیں تو حکم مطلق کیسے صحیح ہوسکتا ہے۔ ہاں افعال مذکورہ سوال کا مرتکب قابل بیعت نہیں کہ شرائط پیر سے اس کا سنی صحیح العقیدہ غیر فاسق معلن ہونا ہے اور لعنت بہت سخت چیز ہے ہر مسلمان کو اس سے بچایا جائے بلکہ لعین کافر پر بھی لعنت جائز نہیں جب تک اس کا کفر پر مرنا قرآن وحدیث سے ثابت نہ ہو۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتوی رضویہ وہم نصف آخر 25)

مسئلہ: از لہر پور ضلع سیتا پور مدرسہ اسلامیہ مرسلہ محمد فیض اللہ طالب العلم بنگالی 6 شعبان 1337ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید مدعی حنفیت کہتا ہے کہ تعزیہ چونکہ نقشہ ہے سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ مقدسہ کا اور منسوب ہے سیدنا امام ہمام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف لہٰذا اس کا بنانا امر ضروری ہے اور باعث ثواب و قابل تعظیم و ذریعہ نجات ہمارے لئے ہے لہٰذا جو شخص ان کی تعظیم بنانے کا مخالف ہے وہ یزید ہے پس امور ذیل تحقیق طلب ہیں۔ (1) تعزیہ بنانا جائز ہے باعث ثواب و تعظیم ہے یا باعث عذاب نار جحیم ہے۔ (2) اس کے بنانے میں کسی قسم کی امداد جائز ہے یا نہیں۔ (3) اس کا بنانے والا فاسق مشابہ اہل تشیع ہے یا نہیں اور برتقدیر حرام و بدعت اس کا جائز سمجھنے والا کافر ہے یا اشد فاسق (4) مذہب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں بھی اس کا ثبوت ہے یا نہیں برتقدیر ثانی اس کا بنانے والا متبع امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہے یا نہیں اور اس کا یہ

دعویٰ کہ حنفی ہوں جس سے عوام بھی تعزیہ بنانے کی طرف راغب ہوتے ہیں۔ یہ دھوکا دینا ہے یا نہیں اور باعث گمراہی ہے یا نہیں (5) ایسے شخص کو اگر حنفی لوگ اپنا پیشوا و پیر بناویں تو جائز ہے یا حرام اور مریدین پر فسخ بیعت واجب ہے یا نہیں اور ایسے شخص کی اقتدا فی الصلوۃ جائز ہے یا مکروہ بکراہت تنزیہی یا تحریمی یا حرام (6) منکرین تعزیہ کو یزید یا بد دین کہنا کیسا ہے اگر منکرین محل اس طعن و تشنیع کے نہیں تو یہ قول خود قائلین کی طرف رجوع کرتا ہے یا نہیں یعنی اس کا وبال و گناہ قائلین پر کتنا ہوگا اور حدیث شریف کے اس قاعدے کے تحت میں داخل ہوں گے یا نہیں کہ اگر کسی کو کافر کہے اور وہ فی الحقیقت ایسا نہیں تو قائل خود کافر ہوتا ہے (7) بانی تعزیہ چونکہ عام مسلمانوں کے حضوری کا باعث ہوتا ہے پس بر تقدیر حرام و بدعت حاضرین و بانی دونوں گناہ میں مساوی ہیں یا اکمل و انقص ہیں۔

الجواب:

تعزیہ جس طرح رائج ہے نہ ایک بدعت مجمع بدعات ہے نہ وہ روضہ مبارک کا نقشہ ہے اور ہو تو ماتم و سینہ کوبی اور تاشے باجوں کے گشت اور خاک میں دبانا یہ کیا روضہ مبارک کی شان ہے اور پریوں اور براق کی تصویریں بھی شاید روضۂ مبارک میں ہوں گی امام عالی مقام کی طرف اپنی ہوسات مخترعہ کی نسبت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توہین ہے کیا توہین امام قابل تعظیم ہے۔ کعبہ معظمہ میں زمانہ جاہلیت میں مشرکین نے سیدنا ابراہیم و سیدنا اسماعیل علیہما الصلوۃ و السلام کی تصویریں بنائیں اور ہاتھ میں پانسے دیئے تھے جن پر لعنت فرمائی اور ان تصویروں کو محو فرما دیا یہ تو انبیائے عظام کی طرف نسبت تھی کیا اس سے وہ ملعون پانسے معظم ہو گئے یا تصویریں قابل ابقا۔ اور اسے ضروری کہنا تو اور سخت افترائے اخبث ہے وہ بھی کس پر شرع مطہر پر ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون ” اور اس کے منکر کو یزید کہنا رفض پلید ہے تعزیہ میں کسی قسم کی امداد جائز نہیں۔ قال تعالیٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔” طریقہ مذکورہ

ضرور فسق و اتباع روافض ہے اور تعزیہ کو جائز سمجھنا عقیدہ مگر انکار ضروریات دین نہیں کہ کافر ہو نہ اس سے حنفیت زائل ہو کہ گناہ مزیل حنفیت ہو تو سوا اجلۂ اکابر اولیاء کے کوئی حنفی نہ ہو سکے۔ معتزلہ اصولاً بد دین تھے اور فروعاً حنفی جو قول باطل دوسرے کو کہا جائے اس کا وبال قائل پر آتا ہے بعینہ وہی قول پلٹنا مطلق نہیں کسی کو ناحق گدھا کہنے سے قائل گدھا نہ ہو جائے گا یوہیں کسی سنی کو یزید کہنے والا یزید نہ ہو جائے گا بلکہ اس میں روافض کا پیرو۔ اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے اور اس کی بیعت ممنوع و ناقابل ابقا۔ حاضرین میں ہر ایک پر اپنا گناہ ہے اور بانی و داعی پر ان سب کے برابر" لاینقص من اوزارھم شیئا واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاوی رضویہ دہم ص 471 تا 472)

مسئلہ: 11 محرم الحرام 1339ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و خلیفۂ مرسلین مسائل ذیل میں (1) بعض سنت جماعت عشرہ 10 محرم الحرام کو نہ تو دن بھر روٹی پکاتے ہیں اور نہ جھاڑو دیتے ہیں کہتے ہیں کہ بعد دفن تعزیہ روٹی پکائی جاوے گی۔ (2) ان دس دن میں کپڑے نہیں اوتارتے ہیں (3) ماہ محرم میں کوئی بیاہ شادی نہیں کرتے (4) ان ایام میں سوائے امام حسن و امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کسی کی نیاز فاتحہ نہیں دلاتے ہیں آیا یہ جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:

یہ تینوں باتیں سوگ ہیں اور سوگ حرام ہے اور چوتھی بات جہالت ہے ہر مہینہ ہر تاریخ میں ہر ولی کی نیاز اور ہر مسلمان کی فاتحہ ہوسکتی ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ ص 536 ج 10)

مسئلہ:

از ریاست داجگڈھ بیاورہ، ایجنسی بھوپال سنٹرل انڈیا مسئولہ محمد اسماعیل سوار رسالہ باڈی گارڈ۔

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارے میں کہ محرم میں تعزیہ بنانا اور اس سے منتیں مرادیں مانگنی علم اوٹھانے مہندی چڑھانا بچوں کو سبز کپڑے پہنانے اور ان کے گلوں میں ڈوریاں باندھ کر ان کو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فقیر بنانا۔ دس روز تک سوگوار رہنا اور اس کے سویم اور دسواں چالیسواں کرنا ایسے مرثیوں کا پڑھنا جس میں اہلبیت کے سر پیٹنے اور بین کرنے خلاف شرع امور کا ذکر ہے اور یہ کہ ان مراسم کی ادائیگی کو حب اہل بیت سمجھنا عام طور سے ہمراہیان یزید کو مردود کافر کہنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا کہنا اور اس کو بھی مقتضائے حب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمجھنا حضرت امام حسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو جملہ انبیاء سے بھی رتبہ میں بڑھ کر سمجھنا بایں خیال کہ حضرت صوفیہ کرام نے بھی ایسا ہی سمجھا ہے اور ایسا سمجھنے کو عین ایمان کہنا کیسا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب:

حضرت امامین رضی اللہ تعالیٰ عنہما خواہ کسی غیر نبی کو کسی نبی سے افضل کہنا کفر ہے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا کسی صحابی کو بُرا کہنا رفض ہے ہمراہیان یزید یعنی جو ان مظالم ملعونہ میں اس کے ممدومعاون تھے ضرور خبیث ومردود تھے اور کافر وملعون کہنے میں اختلاف ہے ہمارے امام کا مذہب سکوت ہے اور جو کہے وہ بھی مورد الزام نہیں کہ یہ بھی امام احمد وغیرہ بعض ائمہ اہلسنت کا مذہب ہے۔ سوم دسواں چالیسواں ایصال ثواب ہیں اور یہ تخصیصات عرفیہ ہیں اور ایصال ثواب مستحب باقی مراسم کہ سوال میں مذکور ہوئے سب ممنوع وناجائز ہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاوی رضویہ ص 537 ج 10)

مسئلہ: از شہر کہنہ مسئولہ محمد خلیل الدین احمد صاحب 16 محرم 1339ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ 8 محرم الحرام کو روافض جریدہ اٹھاتے ہیں۔ گشت کے وقت ان کو اگر کوئی اہل سنت و جماعت شربت کی سبیل لگا کر شربت پلائے یا ان کو چائے بسکٹ یا کھانا کھلائے اور ان کی شمول میں کچھ اہلسنت و جماعت بھی ہوں اور کھائیں پئیں تو یہ فعل کیسا ہے اس سبیل وغیرہ میں چندہ دینا کیسا ہے۔

الجواب:

یہ سبیل اور کھانا چائے بسکٹ کہ رافضیوں کے مجمع کے لئے کئے جائیں جو تبرا و لعنت کا مجمع ہے ناجائز و گناہ ہیں اور ان میں چندہ دینا گناہ ہے اور ان میں شامل ہونے والوں کا حشر بھی انہیں کے ساتھ ہوگا قال ﷺ من کثر سواد قوم فھو منھم وقال اللہ تعالیٰ ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار و وقال تعالیٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان و اللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ رضویہ ص 537 ج 10)

KHALID BIN WALEED INSTITUTE

Spread the Islam all over the world

خالد بن ولید انسٹیٹیوٹ

(شعبہ درسِ نظامی)

زیرِ نگرانی: علامہ محمد یعقوب ترابی (بانی و پرنسپل خالد بن ولید انسٹیٹیوٹ)

تعلیمی خصوصیات

- بالخصوص ناموسِ رسالت اور ختمِ نبوت کا حقیقی مفہوم سمجھانا۔
- شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی اور اعلیٰ حضرت کی ترجمانی ہمارا نصب العین
- عقائدِ اہلسنّت کی پختگی اور ردِ عقائد باطلہ کا ملکہ اُجاگر کرنا
- اولیاء کرام کی محبت اور علماء حق کا احترام دلوں میں ڈالنا
- اسلامی اقدار کے مطابق تعلیم و تربیت
- پُر اعتماد انداز میں مافی الضمیر بیان کرنے کی صلاحیت پیدا کرنا
- وقتاً فوقتاً علماء اہلسنّت کا خصوصی تربیتی پروگرام منعقد کرنا

ادارہ کی خصوصیات

- ماہر اور تجربہ کار عالم دین اساتذہ کرام کی زیرِ نگرانی
- پک اینڈ ڈراپ کی سہولت (فری) طالبات کیلئے
- طالب علم کے جامعہ پہنچنے کی اطلاع بذریعہ SMS
- طالبات کیلئے سلائی، کڑھائی اور دیگر امورِ خانہ داری
- ماہانہ کارکردگی رپورٹ سے والدین کو آگاہ کرنا
- وسیع و عریض لائبریری و کمپیوٹر لیب
- ذہین اور کامیاب طلباء و طالبات کو اسکالرشپ

الحمدللہ! خالد بن ولید انسٹیٹیوٹ کی تمام خدمات قطعی فی سبیل اللہ ہیں۔
اور اس وقت 200 سے زائد طلباء و طالبات درسِ نظامی کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔
ہمارا مقصد فقط اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے حبیب خاتم النبین ﷺ کی خوشنودی
اور آپ کے بچوں کی دنیا خوبصورت اور آخرت بہترین بنانا ہے۔

زیرِ انتظام:

C-35, Bismillah Colony
Sec.11-G, New Karachi

Muhammad Yaqoob Turabi
Founder & Principal KBW
(Dept. Dars-e-Nizami Boys & Girls) Morning
0310-2999178